از: جناب مولانا سمیع الحق صاحب

بسلسلہ پچاس سالہ تقریبات آزادی پاکستان

"گولڈن جوبلی" یا ناشکری اور نقض عہد کے پچاس سال

انگلینڈ میں مسلمانوں سے خطاب

قائد جمعیت علمائے اسلام مولانا سمیع الحق صاحب مہتمم دارالعلوم حقانیہ پچھلے دنوں برطانیہ سمیت یورپ کے کئی ممالک کے دورہ پر گئے۔ دورہ کے اختتام پر علماء، دوستوں اور مخلصین برطانیہ کے اصرار پر تین دن برطانیہ کے شہروں ھڈر،سفلیڈ، لیڈز، مانچسٹر اور برمنگھم میں بعض استقبالیہ اجتماعات سے خطاب بھی کیا۔ شہر لیڈز کے اسلامک سنٹر میں مولانا کے ۲۰ اگست ۱۹۹۷ء کے خطاب کو ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے نقل کرکے شائع کیا جارہا ہے۔ جسے مولوی امتیاز علی متعلم دارالعلوم حقانیہ نے قلمبند کیا ہے۔ اگلے شماروں میں باقی تقاریر بھی شائع کی جائیگی، انشاء اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم o (ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ۔ وھو فی الآخرۃ من الخٰسرین o) (آل عمران)

میرے محترم علماء کرام حافظ عبدالمجید صاحب، مولانا محمد اکرم صاحب، مولانا محمد عرفان صاحب، مولانا محمد حسن صاحب اور میرے معزز اور مسلمان بھائیو! میں آپ کا انتہائی شکرگذار ہوں کہ آپ ایک ناچیز طالب علم کی خاطر یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ عصر کے بعد کا وقت بڑا قیمتی ہوتا ہے لیکن ایک مہمان کی حوصلہ افزائی کیلئے آپ نے شفقت فرمائی اور جن حضرات نے مجھے یہاں آنے کا موقع دیا، ان کو بھی اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کہ اپنے دوستوں سے، علماء سے ملاقات کا ایک موقع فراہم کیا۔ میں دس بارہ سال پہلے دو تین دن کے لیے انگلینڈ آیا تھا، لیکن اس وقت بھی ادھر آنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ اب ایک لمبے سفر کے دوران انگلینڈ راستے میں پڑتا تھا تو ان احباب کو اطلاع ہوئی، انہوں نے کہا کہ دو تین دن آپ ضرور ٹھہریں۔ میری خود بڑی خواہش ہوتی ہے کہ اس کفر کی سرزمین پر اپنے مسلمان بھائیوں سے ملاقات ہو اور جو حالت زار ہے۔ مسلمانوں کی غیر مسلم دنیا میں یا جہاں مسلمان اکثریت سے ہیں اس کے بارے میں آپ سے تبادلہ خیال ہو

اور آپ کے حالات سے آگاہی ہو۔

غیر مسلم ممالک میں حفاظت دین کا غیبی نظام:۔

یہ غنیمت ہے۔ کہ ان غیر مسلم ممالک میں حفاظت دین کا غیبی نظام قائم ہے۔ آپ حضرات کو یہاں اللہ تعالیٰ نے موقع عطافرمایا ہے تو مجھے انتہائی خوشی ہورہی ہے۔ میں جہاں جاتا ہوں وہاں مسجدیں ہیں اور اس سے وابستہ حضرات ہیں، اسلامی سنٹرز ہیں اور درس وتدریس کا نظام ہے۔ بچوں کے قرآن کریم اور حفظ اور تجوید اور دینی تعلیم کی بھی آپ کو فکر ہے۔ اور اللہ نے یہ غیبی نظام چلا لیا ہے کہ اب آپ یہاں اپنے آپ کو دینی لحاظ سے اجنبی بھی محسوس نہیں کرتے، نہ آپ یہ عذر کرسکتے ہیں کہ یااللہ ہمارے یہاں کوئی سنٹر نہیں تھا، کوئی علماء نہیں تھے، مدرسے نہیں تھے، ہم اپنی اولاد کا کیا کرتے۔ تو جہاں جہاں مسلمان جارہے ہیں۔ ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ اتمام حجت فرماتے رہتے ہیں۔ (انا نحن نزلنا الذکروانالہ لحٰفظون) اللہ تعالیٰ ہی حفاظت کے اسباب فراہم کرتا ہے مسلمانوں کے ملکوں میں بھی دین کی حفاظت اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں۔ حکومتوں کو یہ توفیق نہیں مل رہی۔ دین کا سارا سلسلہ بڑے عروج کے زمانے میں بھی مسلمانوں کے ذریعے اللہ نے خود چلایا در بڑی بڑی مشنریاں اور ادارے اور اکیڈمیاں اور یونیورسٹیاں حکمران اور کروڑپتیوں کے مرہون منت نہیں بنایا۔ بلکہ اللہ نے اس دین کو غریبوں، اہل خیر مسلمانوں کے ذریعے سے یہ سلسلہ خیر چلا رہا ہے آپ سارے عالم اسلام میں دیکھیں خالص دین پڑھنے پڑھانے والی اور اس کی حفاظت کرنے والے وہ حکومتیں نہیں ہیں۔ حکمران نہیں ہیں۔ وہ سب ملکر چاہتے ہیں کہ یہ سلسلہ کہیں درھم برھم ہوجائے۔ کافروں کے اشاروں پر، لیکن ہم کیا سوچتے ہیں۔ اور اللہ کیا چاہتا ہے۔ میں چند دن پہلے اس لمبے سفر میں قرطبہ اور غرناطہ بھی گیا تھا۔ جو ہماری تاریخ کا ایک عبرتناک باب ہے۔

جامع قرطبہ کی حالت زار عالم اسلام کا عبرتکدہ:۔

جامع قرطبہ ہماری تاریخ کی ایک بہت بڑی مسجد ہے۔ جس میں علامہ ابن حزم امام قرطبی ابن رشد اور اس طرح کے ھزاروں علماء محدثین، مفسرین گزرے ہیں۔ منسلم شریف؟ اور بڑے بڑے کتابوں کے شارح علامہ قرطبی اور علامہ زھراوی جو ہمارا بہت بڑا سائنسدان ہے۔ اسی طرح سینکڑوں علماء اور ابن خلدون جیسے لوگ وہاں درس وتدریس کرتے تھے، وہاں بیٹھتے تھے۔ وہاں کے محرابوں میں نمازیں پڑھتے تھے۔ آج دنیا بھر میں عالم اسلام میں ان علماء کے پاس ان کے اصل

ذخیرے انہی لوگوں سے ہمیں ملے ہیں تو وہاں دروازے کے باہر ہمیں دیکھتے ہی ہمارے شکل شباہت سے وہ کچھ سمجھ گئے ۔ کہ یہ مولوی ٹائپ کے لوگ ہیں ۔ اور یہود نصاریٰ کی تنگ تڑنگ عورتوں کا وہاں بازار گرم تھا ۔ بے حیائی کا میلہ پوری مسجد میں لگا تھا ۔ عیسائیوں سے کافروں ، سے برے اور فحش حرکات ہورہے تھے ، اور قصداً کرتے تھے کہ یہ مسلمانوں کے زخموں پر نمک چھڑکنا ہے ۔ پولیس نے ہم سے کہا یہاں نماز نہیں پڑھنی ۔ آپ نے یہاں سجدہ نہیں کرنا ۔ میرے کچھ دوست گئے تھے ۔ مولانا تقی عثمانی صاحب انہوں نے لکھا تھا کہ ہم نے نماز پڑھ لی میں نے کہا شاید ایسا ہی موقع ہوگا۔ محراب کے قریب تو وہ جھمگٹا لگائے رکھتے جب تک میں ادھرادھر گھومتا میرے جو دو تین ساتھی جو میرے ہم سفر تھے تو کچھ سپاہی ہمارے ٹوہ میں لگے رہتے تھے ۔ آگے پیچھے ہوتے کہ یہ کہیں سجدہ نہ کریں یعنی اللہ کے بارگاہ میں کوئی سربسجود نہ ہوجائے ۔۔ مسجد ہماری وراثت ہے ، پہلی صدی میں اس کی بنیاد رکھی گئی ۔ ساتھ آٹھ سو برس وہ نغمۂ توحید سے گونجتی رہی لیکن وہ اتنے متعصب اور ظالم تنگ نظر لوگ ہیں ، ان سے یہ برداشت نہیں ہوتا کہ اس میں کوئی شخص سربسجود ہوجائے اور اس کو بالکل ننگی ننگی تصویروں سے ، بے حیائی کے مجسموں سے، بلکہ عیسائیت کی پوری تاریخ کو ننگی کرکے اسے یہاں سجا رکھا ہے ۔ مسجد کا حلیہ تبدیل کرنے کی بے پناہ کوشش کی ہے ، حتیٰ کہ بیچوں بیچ میں چرچ بنادیا ۔ دیواریں توڑپھوڑ کر مسجد کی ھئیت بدلنے کی سعی کی مسجد کی حیثیت تو بہرحال ایسی تاریخی مسجد ہے کہ نہیں بدل سکتی ہے ۔ چاروں طرف عیسائیت ، مریم اور عیسیٰ اوپر تمام تصاویر جوآپ دیکھتے رہتے ہیں ان کے چرچوں میں خاص طور سے وہ محراب جو ہماری خواہش تھی کہ نماز پڑھیں گے وہاں تو بے حیا ننگی تڑنگی عورتوں اور جوڑوں کا ایک جھرمٹ اور ہنگامہ تھا ۔ ہرکافر سیاح اس محراب میں تصویر اتروانا چاہتا تھا خاص طور سے اس محراب کو نشانہ بنایا ہوا تھا یعنی وہ اپنی حمیت اور اپنی غیرت کو تسکین دینا چاہتے تھے کہ ہم نے مسلمانوں کے ساتھ کیا کیا ۔ شرم کی بات یہ ہے کہ نام اب بھی مسجد کا استعمال کرتے تھے کہ لاکھوں ڈالر سیاحوں کے بٹور سکیں تو مجھے وہاں بے حد دکھ ہوا اور یہ سب ہماری شامت اعمال کا نتیجہ ہے ۔

جامع قرطبہ کے عوض یورپ میں چرچ مسجد بن رہے ہیں :۔

اس دور میں زوال ایسا ہی ہونا تھا لیکن جب میں نے یہاں آکر دیکھا تو ہر جگہ مسجدیں ہیں ، ہر جگہ چرچ ۔ اللہ نے مسجد بنادی دیکھو اللہ اپنا کام کررہا ہے ۔ وہ ہماری ایک مسجد میں ہمیں نماز پڑھنے سے روک رہے تھے ۔ وہاں ایک دیوار کے سایے میں میں نے چپکے سے ساتھیوں سے کہا کہ ان خبیثوں کی تم نگرانی کرو میں نے نماز پڑھنی ہے ۔ تو اللہ نے مجھے توفیق دی اور دو رکعت میں

نے پڑھ لئے یہاں آکر دل میں کہا تم وہاں نماز کیلئے تو ہمیں روکتے ہو لیکن اللہ نے ایسا غیبی نظام بنایا ہے کہ آپ چند ٹکوں کی خاطر اپنے چرچ خود فروخت کرکے مسجد بنوانے لگے ہو۔ توحید کے لیے آباد کروایا ہو۔ یعنی تقریباً دو ہزار مسجدیں اللہ نے برطانیہ میں آباد کروائی ہیں اور سنا ہے کہ عموماً چرچ تھے۔ وہ چرچ بیچ بیچ کر مسلمانوں کے لیے توحید، نماز، مسجد اور تعلیم کا موقع فراہم کررہے ہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے غیبی نظام ہے کہ وہ مسخ ہوگئے وہ نہیں سمجھتے کہ عبادت گاہ کی کیا اہمیت ہوتی ہے اور اس کو بیچنا چاہئیے یا نہیں تو ایک طرف اگر وہ سلسلہ چل رہا ہے تو اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سینکڑوں، ہزاروں عبادت خانوں کے دروازے کھول دئیے، کچھ دیر پہلے میں دارالعلوم بری بھی گیا تھا، بری میں بہت بڑا دارالعلوم اللہ نے بنایا۔ اسی طرح یہاں بے شمار دینی ادارے اور مدرسے ہیں۔ جب مجبوراً آپ آرہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو تحفظ دین کے مواقع فراہم کئے کہ اپنے اولاد کی فکر کرو، مستقبل کی فکر کرو تاکہ آپ یہ نہ کہہ سکیں کہ اس معاشرے میں ہم کیسے رہ سکتے تھے۔ **اقلیتی مسلمانوں کی نازک ذمہ داری:۔**

بہرحال مجھے بڑی خوشی ہوئی، اللہ اس سلسلے کو اور ترقی دے اور حفاظت فرمائے۔ ہم ملک میں رہیں یا باہر کہ اپنے دین کو عبادات کو اعتقادات کو اخلاق کو تہذیب وتمدن کو سب کو سنبھالنا ہے۔ دین صرف نماز کا روزے کا اور تلاوت کا نام نہیں، دین ایک مکمل نظام حیات ہے۔ اس میں جس طرح نماز، روزہ، زکوٰۃ، تعلیم اور قرآن یہ ضروری ہے اسی طرح اس کے سماجی زندگی کو، اخلاقی زندگی کو، سیاسی زندگی کو، معاشی زندگی کو اس سارے ڈھانچے کو آپ نے تحفظ دینا ہے، ہر جگہ تحفظ دینا ہے۔ پاکستان میں مصر اور شام میں بھی لیکن آپ لوگ بہت نازک حالات سے گزر رہے ہیں۔ آپ کو یہ سارا کام کرنا ہے جو جہاد سے بڑھکر جہاد ہے۔ آپ کو اپنی اولاد کو اہل عیال کو دین پر قائم رکھنا ہے۔ وہ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آخری وقت ایسا بھی آئے گا کہ دین پر عمل کرنے والا ایسا ہوگا کہ قابض علی الجمر کہ جیسے سلگتے ہوئے انگاروں کو کوئی مٹھی میں لے کر چلے۔ اب سلگتے ہوئے انگاروں کو ہاتھ میں پکڑنا کتنا بڑا سخت کام ہوتا ہے تو اسی طرح سلگتے ہوئے انگاروں کو ہر حالت میں تھامے رکھنا ہے۔ تو آپ کو اجر بھی بہت بڑا ملے گا۔

پاکستان اور عالم اسلام کو اسلامی نظام سے دور رکھا گیا ہے:۔

ہماری بدقسمتی ہے کہ ہمارے ملکوں میں بھی ایسے حالات نہیں ہیں کہ ہم دین پر بحیثیت ایک نظام کے عمل کرسکتے، نہ ہمیں عمل کرنے دیا جارہا ہے۔ نمازیں، روزے، زکوٰۃ آپ یہاں

الحمدللہ پاکستان سے بھی زیادہ بہتر کررہے ہیں۔ لیکن بحیثیت مسلمان کے ہمیں مکمل دین پر چلنے کا موقع نہیں دیا جارہا ہے۔ وہ تو اللہ تعالیٰ نے اعلان کیا ہے کہ میں نے آپ لوگوں کو ایک دین بھیجا ہے جو ایک پورا نظام ہے۔ شریعت جس کا نام ہے۔ تو(ثم جعلناک علی شریعۃ من الامرفاتبعھا) اس کی پیروی کرو۔ اس شریعت کی، اس نظام کی اسے اخلاقیات، سیاسیات، سماجیات، معاشیات عقائد، تہذیب وتمدن، تعلیم پیدائش سے موت تک ہر ہر چیز اس کے دائرے میں ہے اور اصل تباہی اور بربادی ہمارے سارے عالم اسلام کی ہے کہ وہ نظام ہمارے ہاں کہیں نافذ نہیں ہے نہ اسے نافذ ہونے دیا جاتا ہے۔ یہاں اور پاکستان میں آزادی کی باتیں ہورہی ہے۔

نقض عہد کے پچاس سال:۔

پچاس سال ہماری آزادی کے گزر گئے "گولڈن جوبلی" مناؤ یہ سارا فراڈ اور دھوکا ہے یعنی نہ مصر آزاد ہے نہ شام آزاد ہے نہ لبنان آزاد ہے نہ پاکستان آزاد ہے۔ آزادی تب ہوگی جب ہم اپنے اصولوں پر اپنے نظام پر اپنے اصول پر، اپنے ضوابط، جو اللہ کے دیے ہوئے ضوابط اور تعلیمات ہیں، اس پر ہم آزادی سے عمل کرسکتے لیکن کیا آپ کو ایسا لائحہ عمل اختیار کرنے دیا جارہاہے؟ پچاس سال آزادی کے نہیں گزرے۔ گولڈن جوبلی نہیں منانی چاہئیے۔ اپنے بے حمیتی، بے غیرتی کا ماتم کرنا چاہیئے۔ توبہ کرنا چاہئیے، رونا چاہئیے کہ ہم نے نقض عہد کیا (فبما نقضھم میثاقھم) یہ تو اللہ کا کرم ہے کہ ہم پر لعنت نہیں بھیج رہے ہیں۔ بنی اسرائیل پر فوراً جب انہوں نے نقض میثاق کیا۔ آزادی جس مقصد کے لیے دی گئی، اس کو فراموش کرگئے، بھٹک گئے۔ تو خدا نے ان کو(لعنھم) ہم نے ان پر لعنت برسائی وہ ملعون ہوگئے۔ آج تک وہ چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی ملعون ہیں۔ اپنے گھر میں بھی ملعون ہیں۔ وہ اپنی دولت، معاشی قوت، بدمعاشی اور سازشوں کے ذریعے برسراقتدار ہیں۔ لیکن کوئی اس کو برداشت نہیں کرتا۔ خود یہودی بھی اب چاہتے ہیں کہ ہم کس طرح اس عذاب سے نکل جائیں۔ اس سٹیٹ کو ختم کرنے کی سوچ رہے ہیں۔ جو جبراً امریکہ کی زور سے قائم کی گئی ہے۔ ایسی قوموں کو پھر خدا ان کو آزادی نہیں دیتا ہے۔ آزادی کس لئے ہوتی ہے؟ ایک نظام کیلئے اس پر کاربند ہونے کیلئے آزادی ہوتی ہے۔ انگریزوں کے زمانے میں ہم نماز پڑھتے تھے، لیکن نظام بینک میں بازار میں غیر سودی نہیں چلاسکتے تھے۔ عدالتوں میں آپ قرآن وسنت پر عمل نہیں کراسکتے تھے قرآن وسنت کی شکل میں پورا دستور موجود ہے، آئین ہے، فقہ ہے، قانون ہے، تعزیرات حدود کا ایک پورا ایسا نظام ہے کہ دنیا کے کسی قوم کے پاس وہ نہیں ہے

انہوں نے ہماری آنکھوں پر پٹیاں باندھ رکھی ہیں ۔ کہ تمھارے پاس کچھ بھی نہیں ہے ۔

اپنے نظام کے بغیر نام نہاد آزادی غلامی ہے :-

تو ہم انگریز سے اس لئے لڑ رہے تھے کہ وہاں ہم اپنے قرآن وسنت پر عمل کرسکیں گے ۔ ہمارا جج ، ہمارا قاضی اللہ کی حاکمیت کا مظاہرہ کرے گا ۔ حاکمیت اللہ کے لیے ہوتی ہے ۔ لیکن اللہ خود سیٹ پر نہیں بیٹھتا ہے ۔ اللہ نے قرآن وسنت کو بھیجا ، نبی کے ذریعے قرآن وسنت ہمیں دیا ۔ کہ اب اس پر تمھارا قاضی تمھارا جج عمل کرے گا ۔ یہ حاکمیت خداوندی ہے تو اس لئے ہم انگریزوں سے لڑے مصرمیں شام میں پاکستان میں کہ ہم اپنی عدالتوں میں اپنے قرآن وسنت کے مطابق فیصلے کرائیں ۔ اپنی تعلیم گاہوں میں دینی تعلیمات کی روشنی میں علوم نبوت ، علوم دینیہ حاصل کریں گے ۔ اپنے بینکوں میں بازاروں میں منڈیوں میں غیر سودی معیشت کے مطابق زندگی ہوگی ۔ ایک پورا نظام ہم نافذ کرینگے ۔ اس نظام کے لیے یہ ملک حاصل کیا گیا تھا تو یہ ایک جغرافیائی لکیر کھینچ دی گئی کہ یہ ملک الگ ہوگیا تو یہ تو آزادی نہ ہوئی ۔ آزادی تو تب آپ کو ہوگی کہ جب اس نظام سے چھٹکارا پائیں جو انگریزوں نے ہمارے لیے اور فرانس نے اور پرتگالیوں نے نوآبادیاتی کالونیوں کیلئے بنایا تھا ۔ اس نظام کو توپہلے دن ہم اٹھا کر سمندر میں پھینک دیتے کیونکہ وہ غلامی کا نظام تھا ۔ غلاموں کے لیے بنایا گیا تھا ۔ ایک تو اس لیے کہ اس میں تصور آخرت نہیں تھا ۔ اللہ تعالیٰ کے وجود وحدانیت اور شریعت کا تصور اللہ کی حاکمیت کا تصور نہیں تھا ۔ اور ایک وہ خالص وحشیانہ ظالمانہ غیرانسانی ، غیراخلاقی نظام تھا جو ہمیں غلام اور محکوم رکھنے کے لیے نافذ کیا گیا تھا ۔ آج انگلینڈ میں جو نظام ہے یہ نظام اس نے ہم پر نافذ نہیں کیا تھا ۔ یہاں تو اپنے کتوں کے لیے انہوں نے انتظامات کیے ہیں ۔ اپنے حیوانات کو بھی تحفظ دیا ہے ۔ بوڑھوں کو بھی ، بیماروں کو بھی حقوق دیئے ہیں ۔ عورتوں کا بھی ضعیفوں کا بھی ، مریضوں کا بھی یہاں تحفظ ہے ۔

استعماری سامراجی نظام :-

یہاں تو ایسا نظام ہے کہ دنیوی لحاظ سے بہت بھلائی اور بہتری کا ہے لیکن ہم جس کو انگریزی نظام کہتے ہیں کہ ہم پر انگریزی نظام مسلط ہے یہ اس معنی میں کہتے ہیں کہ انگریز ملعون نے ہم پر وہ نافذ کیا تھا جس کے ذریعے محکوم اقوام کو ہمیشہ کیلئے غلامی کی زنجیروں میں باندھا رکھا جاسکے ۔ انگریزی نظام جو یہاں رائج ہے ، امریکہ میں ہے اور انسانی حقوق کا جو حصہ ہے کاش وہ ہی ہمارے اوپر نافذ ہوتا تو آج ہمارے مسائل اور بحران اور مشکلات اتنے نہ ہوتے ، انہوں نے تو جانوروں

والا نظام ہم پر نافذ کیا تھا، انہوں نے ہمیں محکوم رکھا اور وڈیروں، نوابوں اور سرداروں کے سپرد کر کے ہمیں ان پر بانٹ دیا۔ پانچ پانچ سو مربع میل تک کے علاقے ان کے حوالے کئے۔ ایک نواب کو کہا کہ اب انہیں سنبھال ان بھیڑ بکریوں کو تہ خانوں میں پڑے رہنے دو۔ ان کو تعلیم نہیں دینی ہے، ان کے علاج کی فکر نہیں کرنا ہے ں ان کو سڑکیں بنا کر نہیں دینی ہیں۔ تاکہ یہ سر نہ اٹھا سکیں اور ان کو وفاداری کا صلہ دیا گیا کہ تو خان بہادر اور نواب ہے۔ پانچ پانچ سو ایک ایک ھزار دو دو ھزار مربع میل وہ ریاستیں انہوں نے بانٹ دیں اور بھیڑوں بکریوں اور جانوروں کی طرح ہمیں ان کے حوالے کر دیا۔ یہ انگریزی نظام تھا جو سو، ڈیڑھ سو برس تک ہمارے اوپر مسلط رہا جو ہم نے اندھیروں کے تہ خانوں میں گزر دیئے اور جبر و استبداد سے لوگ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرگئے، اور غریب لوگوں کو ہاری کسان، وڈیرے، خان اور ملک کے رحم و کرم پر ڈال دیا گیا۔

ہمارا نام نہاد عدالتی نظام:-

عدالتی نظام جان بوجھ کر ایسا نافذ کیا گیا کہ یہ کمبخت اس گردش میں کچہری سے نہ نکل سکیں باپ قتل بھی ہو جائے گا اس کے بیٹے کو اس کے پوتے کو انصاف نہیں ملے گا۔ ظالم دندناتا پھرتا ہے اور مظلوم بچارے کے پاس پیسہ نہیں ہے۔ آج بھی وہی ظالمانہ نظام ہے۔ کہ آپ بھی اس گردش سے نہ نکل سکیں۔ اسلام کیلئے، جہاد کیلئے، نظام کیلئے آپ کو فرصت ہی نہ ملے۔ حال ہی میں ایک شخص پر بہت ظلم ہوا اور بہت زیادتی ہوئی اس کے ساتھ وہ بار بار عدالتوں میں جاتا رہا، روتا پیٹتا تھا اس کا کوئی نہ رہا سب کچھ لٹ گیا۔ اس کے پاس جو پیسے تھے وہ بھی ختم ہوگئے۔ ابھی یہ واقعہ ہوا ہے۔ اٹک میں اس شخص نے آکر عدالت میں فائرنگ کی۔ اس نے کہا کہ مجھے تو تم نے تباہ کر دیا۔ ایک تو ظلم کر دیا، ایک میرا سب کچھ لوٹ لیا، گھربار سے بھی محروم۔ اب میرا کیا رہ گیا ہے اور تم انصاف کے نام پر اسی گردش میں مجھے دو سال سے رکھے ہوئے ہو، ظالم مزے کر رہا ہے۔ اس کی تو دوسرے دن ضمانت ہوگئی تو اس نے فائرنگ کی، دو آدمی مارے گئے۔ جج کو اس نے قتل کرنا تھا۔ جج بڑی مشکل سے بینچ کے نیچے سے بھاگ گیا۔ اس عدالتی نظام سے لوگ تنگ آجاتے ہیں۔ اس ملعون نظام کو بھی ہمارے بے غیرت حکمرانوں نے پچاس سال سے ملک میں قائم رکھا ہوا ہے۔ کم از کم اس کو تو اٹھا کر باہر پھینک دیا ہوتا۔ ایسا ملعون نظام ہے کہ اس میں قانون شہادت اور گواہی سب مذاق ہے میں نے کل بھی کہا تھا۔ ایک جلسہ میں کہ ہمارے گاؤں میں ایک آدمی ہے۔ ان پڑھ جاہل وہ روزانہ کچہری جاتا ہے۔ صبح جاتا ہے شام کو گھر واپس آجاتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیوں

جاتا ہے۔ لوگوں نے کہا اس کا کوئی کام کاج نہیں۔ کچہری، عدالت کے باہر کھڑا رہتا ہے۔ اور کسی کو گواہ کی ضرورت ہو تو اسی کو بلا لیتا ہے، وہ اس کو کھلا دیتا ہے۔ اور پچاس روپے لیکر جج کے سامنے گواہی دے دو۔ وہ آجاتا ہے۔ جج پوچھتا ہے تو گواہی دیتا ہے۔ ہاں میں دیتا ہوں۔ وہ لکھ دیتے ہیں گواہ کا خانہ پورا ہوگیا۔ وہ اس طرح دس دفعہ کم از کم دن میں کورٹ میں داخل ہوتا ہے۔ آپ کے پاکستان کے سارے کچہریوں میں یہی سلسلہ جاری ہے، پیشہ ور گواہ ہیں۔ اس جج بدبخت کو بھی پتہ ہے کہ یہ تو پچاس روپے پر آیا ہے۔ اسے تو یہ پتہ نہیں کہ مدعی کون ہے۔ مدعی علیہ کون ہے تو کیا ایسا نظام دنیا میں کہیں ہے؟ اب اس نظام سے کہاں کسی کو عدل وانصاف ملے گا۔ سارا مسئلہ پاکستان کی بربادی کا، کرپشن کا، جرائم کا، ظلم کا، بدعنوانی کا، موجودہ عدالتی نظام کا ہے۔ جو سراسر مذاق ہے، جس کے پاس پیسے بہت ہیں وہ خرید لیتا ہے۔ انصاف خرید وفروخت کی چیز بن گئی ہے۔ اسلام اعلان کرتا ہے کہ ہمارا فرض ہے کہ خود ہر مظلوم کے گھر تک انصاف پہنچایا جائے۔

اسلام میں سٹیٹ کی ذمہ داری:-

یہ تو حکومت کا فریضہ ہے کہ انصاف کو خود پہنچائے گا غریب کے دروازے تک۔ اس کے لیے عدالت کا دروازہ نہیں کھٹکھٹانا پڑے گا۔ وہ کہتا ہے کہ سٹیٹ کا فریضہ ہے کہ ایک غریب اگر بھوکا ہے تو اس کو کھانا دیا جائے گا۔ بیمار کا علاج کریں گے۔ حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ انسان تو انسان ہے۔(لومات الکلب علی شط الفرات لکان عمر مسئولاً عنہ) کہ اگر کتا بھی دریائے فرات کے آخری کنارے بھوک سے مرجائے تو حضرت عمرؓ روتے تھے کہ مجھ سے اس کے بارے میں پوچھا جائیگا۔ یہ اس نظام کی ایک جھلک ہے اور یہ جو نظام رائج ہے خرید وفروخت کا خود اس سے موازنہ کریں تو آج پچاس سال ہو رہے ہیں ہم اسی نظام کے ساتھ چلتے ہوئے اس میں کوئی تبدیلی کسی نے گوارا تک نہ کی۔ ہم لڑ رہے ہیں مسلسل لڑ رہے ہیں حکمرانوں اور سیاست دانوں کے ساتھ کسی کو اتار دیتے ہیں۔ کسی کو بٹھاتے ہیں۔ ہمارے مولوی اور دینی جماعتیں سب اسی مصیبت میں پھنسے ہوئے ہیں۔ چہروں کی تبدیلی میں، ہم کہتے ہیں چلو اچھا چہرہ آجائے تو شاید اس سے مسئلہ حل ہو۔ چہروں کو آزماتے آزماتے لوگوں نے عورتوں کے چہرے بھی آزمالئے کہ مردوں سے تو نہ ہوسکا چلو عورتوں کو لے آؤ۔ عرب وغیرہ اس زمانے میں ہنستے تھے پاکستانیوں پر، کہ کیا تمہارے ہاں کوئی مرد تھا ہی نہیں اس زمانے میں جب بے نظیر آئی تھی۔ امریکہ میں ایک ہوٹل کے ریسپشن پر ایک حبشی عورت نے بڑے جھنجلاہٹ سے مجھے کہا، لوگوں نے کہا یہ سینٹر ہے اس نے کہا کہ تم لوگوں میں

غیرت نہیں ہے کہ عورت کو بٹھا دیا۔ میں نے کہا تم عورت ہوکر ایسا کہتی ہو۔ اس نے کہا تمھارا قرآن و حدیث "کنڈم" کرتا ہے۔ اس بات کو، اس لیے میں کہتی ہوں۔ اس نے کہا کہ تمھارا قرآن اور حدیث اس چیز کو برداشت نہیں کرتا۔ لیکن قوم نے برداشت کیا کہ ظالم مردوں سے کچھ نہ ہوسکا تو چلو عوام بیزار ہوگئے۔ اب اس کے بعد عورت کو بھی دیکھ کر فوراً بیزار ہوگئے کہ یہ تو اور مصیبت ہے پرنالے کے نیچے آگئے بارش سے بھاگ رہے تھے۔ پھر مردوں کو آزمایا۔ پھر ہم نے ایک اور مرد کو آگے کیا کہ شاید یہ بڑے صاف ستھرے ہونگے۔ ہم خود بھی سارے پیچھے لگ گئے کہ چلو مرد تو ہے۔ مگر ان مردوں نے پھر ایسے حرکات کئے۔ تھوڑے عرصے میں کہ لوگوں کو عورتیں دوبارہ یاد آگئیں۔

هم سب چوراہے پر کھڑے ہیں :-

اب دونوں کو آزما کر لوگ حیران ہیں۔ چوراہے پر کھڑے ہیں پر کہ اب کیا کریں مولوی سے پوچھتے ہیں کہ اب کیا کریں۔ ہم کہتے ہیں کہ بدبختو جو چاہو وہ کرو۔ جس جہنم میں جاتے ہو جاؤ۔ ہم سے تو نہیں ہوسکا تمھارا علاج، تم تو چہروں کے آزمانے پر لگے رہے ہو۔ اتارنے چڑھانے میں پچاس سال سے یہی کھیل جاری ہے۔ کبھی ایک کو لوٹ مار کا موقع دیتے ہو کبھی دوسرے کو۔ درحقیقت یہ تو چالیس چوروں کا ٹولہ ہے۔ پچاس سال سے جو مسلط ہے۔ سیاستدانوں اور حکمرانوں کا ٹولہ اس پر متفق ہے کہ اس نظام کو تبدیل نہیں کر دینا۔

نظام سے ہماری طویل صبر آزما جنگ :-

ہم نے شریعت بل پیش کیا۔ بارہ سال جنگ لڑی۔ شریعت بل سے کیا قیامت آتی تھی اس کا پہلا دفعہ یہی تھا کہ موجودہ سارے عدالتی نظام اور اس کے طریقہ کار کو یک سر تبدیل کیا جائے۔ وہ چیخ پڑے ملک میں طوفان اٹھا۔ وکیلوں نے، ججوں نے یہ تو ہماری ساری روزی ختم ہوجائے گی۔ یہ تو ملا آنا چاہتا ہے۔ میں چیختا تھا کہ بھائی ہمارا مقصد یہ نہیں ہے کہ پگڑی باندھے ہوئے اللہ اکبر کہتے ہوئے ہم آکر سارے عدالتوں پر قابض ہوجائیں گے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ انگریز ملعون کے قوانین ہیں۔ ۱۸۷۰ء سے لیکر ابتک یہ فرسودہ قوانین اٹھا کر باہر پھینک دو اس کے بجائے اللہ اور اس کے رسولؐ کے قوانین تمھارے ججوں کو دے دینگے۔ ایک کمیٹی بنی، ایک شخص اس کا چیئرمین بنایا گیا۔ جسٹس بشیر الدین مرحوم اب وفات پاچکا ہے، کمیٹی اسمبلی میں میرے ہی تحریک سے بنی تھی۔ وہ ایک دفعہ آپہ سے نکل کر کہنے لگا کہ مولانا تم ہماری تین چار نسلوں کے دشمن ہو تم ہمیں

قتل کرنا چاہتے ہو ۔ میں نے کہا وہ کیسے ؟ کیا قیامت آگئی ۔ کہا میں بوڑھا ہوں ۔ ۷۰، ۸۰ سال کا ریٹائرڈ جسٹس ہوں ۔ اب میرا بیٹا وہ بھی وکیل ہے اور اس کا بیٹا وہ بھی وکالت کررہا ہے ۔ تو تیری بات اگر ہم مان لیں تو پھر یہ حرام حلال اور یہ جائز ناجائز وکیلوں پر وکالتیں اور فیس یہ ساری خرید وفروخت بند ہوجائے گی تو ہم جائیں گے کہاں، کہاں سے کھائیں گے ۔ تو یہ ساری جنگ ہم نے لڑی بڑی مشکلات سے ۔ کبھی شیعہ بھی ہمارے خلاف اور کبھی بریلوی کبھی دیوبندی، اور کبھی فرقہ واریت کانام لیا جاتا، کبھی عورتوں کو اٹھایا جاتا تھا ۔ پورے ملک میں ہمارے خلاف جلسے وجلوس کرائے جاتے کہ مولوی تمہارے حقوق کا دشمن ہے ۔ بہرحال وہ ساری جنگ نظام سے جنگ تھی ۔

شریعت بل نظام بدلنے کا جنگ تھا :-

اصل میں شریعت بل کا معنیٰ یہ نہیں تھا کہ بس شریعت نماز، روزہ ہے بلکہ سارا عدالتی، معاشی، سیاسی ڈھانچہ بدلنا تھا ۔ اس میں ایک دفعہ یہ تھا کہ صدر مملکت اور وزیراعظم تمام شہری جو ہیں وہ برابر ہونگے اور سب کا محاسبہ کیا جائے گا ۔ اس میں ایک دفعہ یہ تھا کہ صدر اور وزیراعظم نے اگر جرم کیا تو ان میں سے کوئی بھی احتساب سے بالاتر نہیں ہوگا ۔ آج یہ سب چیخ رہے ہیں ۔ نوازشریف ڈفلی بجاتا ہے ۔ تقریر ٹی وی پر کرتا ہے، کرتے کیوں نہیں ہو ۔ انقلابی قدم اٹھاؤ ۔ اتنی بڑی اکثریت عوام نے تم کو دے دی ۔ مینڈیٹ اپنے لئے سب کچھ راتوں رات ترمیمیں ہوجاتی ہیں ۔ سارا آئین تہس نہس کردیا گیا ۔ جبکہ سب سے پہلی بات اس میں یہی کرنی تھی ۔ کہ قرآن وسنت سپریم لاء ہے ۔ جس کے لیے ہم جنگ لڑتے رہے ہیں ۔ شریعت بل کے زمانے سے اس کے لیے کوئی تیار نہیں ہے ۔ مطلق العنان اللہ ہے ۔ تو اس کی مطلق العنانی کو وہ چھین کر اپنے بارے میں وہ یہ سوچتا ہے کہ " انا ربکم الاعلی " بن جاؤں، وہ بن نہیں سکتا ۔ اللہ تعالیٰ پھر راتوں رات گیند کی طرح اٹھاکر باہر پھینک دیتا ہے تو وہاں ہم نے شریعت بل کے شکل میں یہی چاہا کہ عدالتی نظام کو ٹھیک کرنا اور بدلنا ہے ۔ اور یہ کہ احتساب سے کوئی بالاتر نہ ہو ۔ آج وہی رونا روتا ہے تقریریں کرتا ہے ۔ کہ ہمارا عدالتی نظام بہت خراب ہے اور احتساب کیلئے بل آتے ہیں کہ صدر بھی اس میں ہو، وزیر بھی ہو، وزیراعظم بھی ہو، گورنر بھی ہو، بات تو وہی ہے کہ اگر اس نظام کو بدلنے کے لیے یہ تیار نہیں ہیں تو آپ کے مشکلات کب حل ہونگے ۔ ہمارے مولوی اور ہماری دینی قوتیں بھی اصل نقطے پر نہیں لڑتیں تو ۱۹۴۷ء سے اس بات پر چاہئے تھا کہ سارے نظام کو اٹھا کر باہر پھینک دیں ۔ اپنا نظام ہو، عدالت کا، انصاف کا، تعلیم کا، معاشیات کا مسلمانوں کو اللہ نے سب کچھ دیا ہوا ہے ۔ اس پر ایمان اگر ہے بھی تو لوگ دبے ہوئے ہیں اور حکمران جو آتے ہیں ڈرتے ہیں، کہ امریکہ

ہمیں اٹھا کر باہر پھینک دے گی ۔ امریکہ نہیں چاہتا کہ کسی ایک انچ کے خطے میں بھی اسلامی نظام نافذ ہو ۔ وہ فلاحی اور عادلانہ نظام ہے ۔ وہ اسلامی نظام سراسر فلاح والا نظام ہے ۔ اس میں کتے کے بھی، حیوان کے بھی اور جانوروں کے بھی حقوق محفوظ ہیں ۔ اس میں غیر مسلم کے حقوق مسلم سے زیادہ ہیں ۔ غیر مسلم پر ذمہ داریاں نہیں ہیں اور رعایتیں ساری ہیں ۔ ڈیوٹیاں اس کے ذمہ نہیں ۔ ٹیکس اس پر کم ہے اور ذمہ داریاں مسلمان پر ڈبل ہیں ۔ " لھم مالنا ولا علیھم ماعلینا " حضور نے فرمایا کہ جو کچھ مسلمانوں کے لیے ہے وہ ان کے لیے بھی ہے اور جو کچھ بوجھ اور ڈیوٹیاں ہیں وہ ان پر نہیں ہیں ۔ یعنی حقوق تو پورے ہیں اور فرائض بالکل نہیں ۔ ایسا معاشرہ کہاں کوئی پیش کر سکتا ہے ۔

چہرے بدلنے میں نصف صدی گزاری :۔

ہم کبھی ایک پارٹی کے ساتھ ہوجاتے ہیں کبھی دوسرے کے ساتھ کبھی آپس میں لڑتے ہیں سب سے پہلے ایک نقطے پر جنگ لڑنی چاہیئے تھی کہ یہ نظام اٹھا کر پھینک دیا جائے ۔ یہ کرپشن کا نظام یہ سرمایہ داری کا نظام، یہ مہنگائی اور بے روزگاری کا نظام ہے ۔ لیکن چہروں کی تبدیلی سے مسئلہ نہیں حل ہوگا ۔ آپ پچاس سال بعد سو سال بعد بھی " گولڈن جوبلی " کے بعد کوئی جوبلی منائینگے لیکن پھر بھی یہی حالت ہوگی ۔ دن بدن تباہ اور بدتر ہوتے چلے جارہے ہیں ۔ ملک غلام ہوگیا ہے ۔ اقتصادی لحاظ سے، سیاسی، جغرافیائی ہر چیز کے لحاظ سے ہم غلامی کی طرف بڑھ رہے ہیں ۔ ہماری سیاست مکمل طور پر باہر کی تابع ہے اور غیروں کے ہاتھ میں ہے وہ جس کو چاہتے ہیں اتار دیتے ہیں جس کو چاہتے ہیں بٹھاتے ہیں ۔ جسے چاہتے ہیں مینڈیٹ دیتے ہیں ۔ کسی کو اتار دیتے ہیں ۔ اقتصادی لحاظ سے آپ ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے سب غلام بن کر رہ رہے ہیں اور کروڑوں روپے کے قرضے آپ کے انڈسٹریز اور اداروں پر چڑھے جارہے ہیں ۔ تو اس نظام کے خلاف کوئی اٹھتا نہیں ہے ۔ پیپلز پارٹی،، جمعیت علماء اسلام، مسلم لیگ، سرخ پوش جو بھی پارٹیاں تھیں ۔ ملک آزاد ہوگیا ۔ تو پہلی سوچ ہونی چاہئے تھی کہ جس طرح اور قومیں سوچتی ہیں کہ سیاست بعد میں کرینگے ۔ اپنی ملک کی تعمیر کی سوچتے، غریب کی سہولتوں کی اور عوام کے فلاح کی باتیں سوچیں قومیں آزاد ہوتی ہیں، تو اس پر سارے اکٹھے ہوکر بیٹھ جاتے ہیں ۔ اسرائیل بھی آزاد ہوا، چین بھی آزاد ہوا، دنیا کی کئی ریاستیں آزاد ہوئیں ۔ مل بیٹھ کر انہوں نے فلاحی کاموں کا پہلے فیصلہ کیا ۔ سب کو برابر کردیا ۔ سب کو احتساب کے دائرے میں لے آئے تو ہم نے اگر سب سے پہلے مکمل طور پر متفق ہوکر اس نظام کے خلاف جنگ لڑی ہوتی اور اسکی بجائے اپنے نظام کو لاتے جو مسلمان کے ساتھ شریعت مطہرہ کے علاوہ کوئی چیز ہے ہی نہیں ۔ آج ملک کہاں سے کہاں گیا ہوتا ۔ بدبختوں نے اگر اسلام

نافذ نہ بھی کیا ہوتا نعوذ باللہ چلے ایک لمحہ کیلئے لیکن جو فلاحی ریاستوں کے آزاد شدہ ریاستوں کے اصول تھے ضوابط تھے ترقی یافتہ ملکوں کے وہ قواعد وضوابط وہ نظام اپنے ہاں ہمارے نافذ کیا ہوتا تو اب آپ کے ملک کی حالت یہ نہ ہوتی۔

کتا کنویں سے نکالے بغیر پانی کب صاف ہوگا؟:-

کتا کنواں میں پڑا ہوا ہے اور سارے لوگ چیخ رہے ہیں کہ ہمیں پاک پانی مل جائے، ایک کنواں ہے اس میں کتا پڑا ہوا ہے۔ وہ خبیث جو گیا ہے گھر سے یعنی انگریز اس نے وہ کتے کو کنویں میں ڈالا تھا اور کنوے کو اسی حالت میں چھوڑ دیا۔ اب گھر والے نئے آگئے وہ چیخ رہے ہیں کہ پانی گندہ ہے، بدبودار ہے۔ ایک پارٹی کہتی ہے کہ میں پاک کرتا ہوں، مولوی کے پاس جاتے ہیں کہ کتنے ڈول نکالیں وہ کہے دو سو نکالو۔ وہ پارٹی دوسوڈول نکال لیتی ہے۔ پھر وہی بدبو ہے اور بڑھ گئی، دوسری پارٹی کہتی ہے کہ ہم صاف کرلیتے ہیں۔ دوسری پارٹی آگئی انہوں دس ہزار ڈول اس کنوے سے نکال لیئے۔ وہ پاک ہوجائے گی۔ سب سے پہلے سوچنا تو یہ تھا کہ اس کتے کو تو باہر نکال دو جب تک کتا پڑا رہے گا۔ کنواں پاک نہیں ہوسکتا۔ جبتک آپ کے ملک میں وہی نظام ہوگا، وہی سامراجی نظام ہوگا، وہی استعماری نظام ہوگا، وہی معاشی نظام ہوگا وہی عدالتی نظام ہوگا تو آپکے ملک کے مسائل کسی بھی پارٹی کے بس میں نہیں کہ وہ حل ہوسکیں۔ وہ تو ایک قید خانے کا نظام تھا۔

ہندوستان ایک قید خانہ تھا اور قید خانے میں لوگوں کے لیے انگریز یا جو بھی مالک ہوتا وہ ایسا نظام نہیں دیتا کہ قیدی سر اٹھاسکے۔ جیل میں رکھتا ہے، آٹا پسواتا ہے، ورزش کرواتا ہے، دوڑاتا ہے، کنٹرول میں رکھتا ہے، اذیتوں میں رکھتا ہے کہ یہ سرکشی نہ کرسکے لیکن جب جیل سے آدمی نکل جاتا ہے تو اس کیلئے قواعد وضوابط نہیں ہوتے۔ وہ اب آزاد ہوتا ہے۔ تو برصغیر پورا ایک قید خانہ تھا۔

۱۹۴۷ء میں یہ لوگ آزاد کردیئے گئے۔ ہمارے ساتھ ہندوستان بھی تھا لیکن وہ کہاں پہنچا۔ جو لوگ تجزیہ کررہے ہیں پچاس سالہ آزادی پر، ٹی وی پر اور مختلف ذرائع سے تو گراف بنا رہے ہیں تو پاکستان کو کم سے کم دکھا رہے ہیں۔ ہر شعبہ ہر چیز میں۔ ہندوستان کو اتنا بڑا دکھاتے ہیں وہاں تک، تو ہم اسی ظالم قیدی نظام میں پھنس کر رہے۔ اس نظام سے چٹکارہ جب تک حاصل نہیں ہوگا۔ تو یہ خوش فہمیاں ہیں۔ کہ کوئی جماعت آئے گی وہ ہمیں نجات دے گی۔ کوئی دوسری جائے گی تو نجات ہمیں حاصل ہوگی۔ اب اس کے لیے کونسا راستہ اختیار کیا جائے عوام تقسیم ہوگئے ہیں۔ کوئی کسی کے شکنجے میں ہے، کوئی دوسرے کے شکنجے میں ہے۔

پارلیمنٹ چالیس چوروں کا ٹولہ :۔

پارلیمنٹ جو ہے مجموعی لحاظ سے دوڈھائی سو افراد سے عبارت ہے ۔انہیں چالیس چوروں کا ٹولہ میں نے اس لیے کہا ، وہی دوڈھائی سو گھرانے ہیں ۔ اور ان کا ہولڈ ہے علاقوں پر وہ جدھر دیکھتے ہیں کامیابی تو ادھر کھسک جاتے ہیں ۔ ادھر دیکھتے ہیں تو ادھر بہرحال وہ بائیس بن جاتے ہیں ۔ تو بائیس (۲۲) والوں کی حکومت ہوتی بیس والے حزب اختلاف بن جاتے ہیں ۔ شور مچاتے ہیں جو نیچے ہوتے ہیں ۔ چور چور سب چور سب کچھ کھا گئے ، لیکن جب وہ آجاتے ہیں پھر وہ ان کو نہیں پکڑتے ۔ یہ ان کو نہیں پکڑتے ۔ اس پر اتفاق ہے کہ گپ شپ لگائیں گے ۔ احتساب احتساب کچھ نہیں ہوگا ۔ حزب اختلاف چیختی ہے کہ حکومت نے کروڑوں روپے کھلائے ۔ وہ کہتے ہیں تم نے تو اربوں کھائے تھے ۔ یہ ایک فائل نکالتے ہیں وہ دس فائل نکالتے ہیں ۔ حکومت میں ہوتے ہوئے بھی چپ ہوجاتے ہیں تو بہرحال عالم اسلام کے لیے سارا یہی المیہ ہے ۔ اس نظام شریعت کو امریکہ اور دشمن نہیں برداشت کرتا یہی جنگ مصر میں بھی ہے ، یہی مراکش میں بھی ہے ، یہی سوڈان میں بھی ہے ۔

امریکہ کا ورلڈ آرڈر :۔

امریکہ نیو آڈر کا خلاصہ یہی ہے کہ اب مسلمانوں کو مستقل کچل دو اور مسلمانوں کو کچلنے کا مقصد یہ ہے کہ ان کا نظام کہیں نہ پنپنے پائے اور نظام حب نہیں پنپ سکے گا کہ مدرسہ سے مسجد سے دین سے مولوی سے ان کا تعلق کاٹ دیا جائے ۔ اب کلنٹن کو اتنا احساس ہے ۔ ان مدرسوں کی اہمیت کا کہ اتنا انگریز کو نہیں ہوا تھا ۔ انگریز آیا اس نے ہمارا سارا اسلامی نظام تہس نس کرلیا ۔ ہمارے علماء کرام نے مدرسوں ، مسجدوں میں اور درختوں کے نیچے بیٹھ کر قرآن وسنت کو سینے سے تھام کر تعلیم جاری رکھی ۔ روکھے سوکھے آپ لوگوں کے چندوں پر ، انگریز کو اس کے اثرات کا پتہ نہیں تھا ۔ کہا چلئے مولوی تعلیم میں مشغول ہے ۔ اس نے ڈھیل دے دی لیکن اس چیز نے اس کا جنازہ نکالا ۔ وہ سمجھا نہیں لیکن اب اچانک نقشہ بدلہ دنیا کا

جہاد افغانستان اور طالبان :۔

ایک ظالم قوت نے افغانستان میں جابرانہ قدم رکھے ۔ تو سب سے پہلے آپ کے یہ دین پڑھے ہوئے یہ طالب علم اور یہ مولوی یہ علماء مسجدوں میں جن کی تربیت ہوتی تھی جہاد کیلئے وہ نکل آئے ۔ آپ نے دیکھا کہ نہتے اور بے سہارا لوگوں نے پندرہ سال تک جہاد کیا اور سپر طاقت

تہس نہس ہوئی ۔ امریکہ تو پہلے اس سے ڈر رہا تھا ۔ اس نے کہا یہ ظالم قوت ان چھوٹے چھوٹے طالب علموں اور مولویوں سے تو اتنی بڑی عظیم قوت تس نس ہوگئی جس کی اس کو توقع نہیں تھی ۔ وہ ایٹم بم بنارہا تھا ۔ وہ ان کیلئے ایٹم بم کے ڈھیر لگا رہا تھا ۔ لیکن وہ ایٹم بم بے کار رہ گئے اور سپرطاقت تہس نہس ہوگئی ۔ امریکہ کا کوئی ایٹم بم کام نہیں آیا ۔ آپ نے جس بچے کو پڑھایا تھا سوکھی روٹی سے ، وہ بچہ اس کے لیے ایٹم بم بن گیا ۔ افغانستان کے پہاڑوں میں انہوں نے جام شہادت نوش کیا ۔ ۱۵ لاکھ افراد شہید ہوئے ۔ دشمن سوچنے لگ گیا کہ جہاد اتنی بڑی قوت ہے ، کہ اللہ اکبر کے نعرے سے ساتھ ہی اچھلتے ہیں ۔ خندقوں سے نکلتے ہیں اور ایک سپر طاقت کو تہس نس کردیتے ہیں ۔ اب وہ پریشان ہوگیا کہ وہ طاقت تو گئی لیکن اصل طاقت تو محفوظ ہے ۔ مسجدوں میں ، مدرسوں میں جب تک جہاد ہے ، جب تک دین ہے ، جب تک یہ قال اللہ اور قال الرسول ہے اگر اس اصل طاقت کے ذریعے کہیں بھی ایک اسلامی حکومت قائم ہوگئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نظام آگیا تو وہ سمجھتا ہے کہ یہ ساری دنیا اس کی پلیٹ میں فوراً آجائے گی ۔ تو اب یہ ان طاقتوں کے ذہن میں ہے ۔ کلنٹن نے سب سے پہلے انٹرویو جو صدارت کے بعد دیا ، پہلی دفعہ جب صدر بنا اس نے کہا کہ ہمارے خلاف اصل طاقت اب یہ مسجدوں والے ، یہ مدرسوں والے مولوی ہیں ۔ یہ پھٹے پرانے لباس والے مسلمان ، یہ جو مسجد اور مدرسے ہیں اس سے جو پڑھتے ہیں اس سے جہاد کا جذبہ لیتے ہیں اس کو اندازہ ہوگیا ہے ۔ اب مزید افغانستان کے طالبان نے اس کو بھڑکا دیا ہے ۔ آزادی کے بعد ان کے لیڈر خانہ جنگی میں لگ گئے یہ بدبخت جہاد افغانستان کے ثمرات کو ضائع کرنے لگے تو وہی طالب علم جو قال اللہ اور قال الرسولؐ مسجدوں میں ، مدرسوں میں پڑھتے تھے وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے نتیجہ بھی دکھایا انہوں نے لوگوں کو مارا نہیں ہے ، لوگوں پر ظلم نہیں کیا ہے ۔ سات آٹھ آدمی طالبان کے ہاتھ سے قتل نہیں ہوئے ہیں ، لیکن شریعت کا اعلان کیا ہے ۔ اب یہاں جو علاقے طالبان کے قبضے میں ہیں اس میں شریعت نافذ ہوگئی ہے ۔ غیرشرعی احکامات اور قبائح بند کردیئے گئے ۔ انہوں نے کہا کہ کوئی بھی ظلم کرے گا اس کو سزا ملے گی ۔ وہاں چند دنوں میں ایسا امن قائم ہوگیا کہ افغانستان کے چوبیس پچیس صوبوں میں مکمل امن ہے ۔ صرف اللہ کے نظام کا نام لینے سے برکات نازل ہوئیں جو کھنڈر بنا ہوا تھا وہ سارا بارود کا ڈھیر تھا ۔ وہاں بریف کیس بھرا ہوا کسی سے روپے کا اور سونے کا گرجائے دوسرے دن تک وہ سڑک پر پڑا رہتا ہے ۔ ابھی وہاں دس آدمیوں پر بھی انہوں نے حد قائم نہیں کی تھی کہ اللہ کے دین اور حدود اور اسلامی قوانین کی برکت سے وہاں پر امن قائم ہوگیا ۔ یہاں کتوں کی طرح کتنے لوگ پھانسی ہوجاتے

ہیں ہمارے ملک میں خفیہ لیکن کوئی اس کا اثر نہیں ۔ جب اللہ اور رسولؐ کے دین کے نام پر ایک قانون نافذ کرو گے تو خدا اسکی تائید کرتا ہے تو دنیا سمجھتی ہے کہ اس نظام میں ہمارے لیے موت ہے ۔ نیوورلڈ آڈر کا یہی خلاصہ ہے اس وقت آپ کو اپنی دین کی حفاظت کرنی ہے۔ اپنے دشمن کے منصوبوں پر بھی نظر رکھنی ہے ۔ یہاں ہمارے حکمران بدبختی سے انہی کے مقاصد کی تکمیل میں لگے ہوئے ہیں ۔

صلیبی جنگ سے زیادہ سخت لڑائی شروع ہو چکی ہے :-

لیکن آج عالم اسلام ایک چوراہے پر کھڑا ہے اور کفر اور اسلام کی ایسی لڑائی شروع ہوگئی ہے جو بظاہر صلیبی لڑائیوں سے بھی ہزار درجے زیادہ سخت ہے لیکن اللہ نے اس وقت عالم اسلام میں بھی بیداری کی لہر دوڑادی ہے اور مسلمان سمجھ گئے ہیں کہ ہمارا راستہ یہ سیاست، یہ پارلیمنٹ، یہ جمہوریتیں نہیں ہیں، ہمارا راستہ انقلاب کا راستہ ہے ۔ اور انقلاب آئے گا اور ان سے جہاد کرنا پڑے گا۔ پاکستان میں بھی اور دیگر ملکوں میں بھی ۔ ان منافقین کے ساتھ ان کے ایجنٹوں کے ساتھ جہاد کا راستہ اختیار کرنا ہوگا ۔ اللہ کا فضل ہے کہ عوام ہمارے ہاں دونوں قوتوں سے جو شر کی قوتیں ہیں مایوس ہوتے جارہے ہیں وہ سمجھ رہے ہیں ان کے پاس ہمارا مداوا نہیں ہے ۔ یہ ایک اچھی صورت حال ہے ۔

نجات کا راستہ :-

عوام مایوس ہوکر ایک تیسری قوت ایک صالح قیادت نوجوانوں کی طرف دیکھیں گے کہ خدارا اٹھو ان ظالموں سے ہمیں نجات دلاؤ ۔ بہرحال یہ مختصر گذارشات ہیں ۔ آپ کا قیمتی وقت ہے ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطافرمائیں ۔ میرا مقصد تو محض آپ سے ملاقات تھا ۔ میں تو کوئی مقرر وغیرہ نہیں ہوں ۔ ان احباب نے ازراہ محبت حکم دیا میں نے کہا اس بہانے سے آپ سے دوچار باتیں ہوجائیگی ۔ اب اگر کچھ حضرات کوئی سوال کرنا چاہیں تو انشاء اللہ جواب دیا جائے گا ۔

(وآخر دعونا الحمدللہ رب العالمین)۔

(اس کے بعد تقریباً ایک گھنٹہ سوال وجواب کی نشست رہی)